سفر میں ازواج مطہراتؓ کی رفاقت

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

سیرت نبویؐ کا ایک اہم باب اور دلاویز مرقع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسفار بابرکات کا مطالعہ ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی دور حیات میں تبلیغی، مذہبی اور فوجی اغراض و مقاصد سے بہت سے اسفار کیے، جن کو عام طور سے اصطلاحی معنوں میں "غزوات" کہا جاتا ہے۔ کم فہمی اور لاعلمی کے سبب ان غزوات نبویؐ کو محض "فوجی مہمات" ہی سمجھ لیا گیا ہے اور ان میں خالص دینی اور مذہبی سفروں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ جیسے عمرۂ حدیبیہ، عمرۃ القضاء اور حج ابوبکر صدیقؓ اور حجۃ الوداع بھی ہماری کتب سیرت میں خاص کر قدیم مصادر اور اصلی ماخذ میں بطور غزوات ہی شمار کیے جاتے ہیں۔ البتہ جدید مطالعات میں سے بعض نے ان میں "غزوات و سرایا" کی مقصدی نوعیت کا کسی حد تک تجزیہ ضرور کیا ہے۔

انھی اصطلاحی غزوات نبویؐ یا اسفار نبویؐ کا ایک خوبصورت پہلو اور دلنشیں زاویہ یہ ہے کہ ان میں سے متعدد مواقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن بھی شریک مصاحبت ہوئیں اور بعض مواقع پر دوسری صحابیات نے بطور مجاہدات شرکت و معیت کا شرف پایا اور خاص مواقع یا بحرانی صورتوں میں انھوں نے اپنی موجودگی اور حاضری سے مجاہدین اور ان کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر پھاہا رکھا اور مرہم ہمدردی و دوائے تسلی کا نسخہ شفا استعمال کیا۔ اصلی مصادر و ماخذ اور ثانوی کتب سیرت و سوانح میں ان تمام حسین و جمیل پہلوؤں کی طرف اشارے یا بعض حالات میں تفصیلات ضرور دستیاب ہیں۔ لیکن ان کو یکجا کر کے سیرت طیبہ کی اس محبت آگیں سنت کا مطالعہ نہیں کیا گیا۔ اس مختصر مقالہ کا اصل ہدف تحریر یہ ہے کہ اسفار نبویؐ میں ازواج مطہراتؓ کی شرکت کی تفصیلات کو جمع کر کے اس باب سیرت کو مکمل کیا جائے۔

ابھی تک غزوۂ بدر میں ازواج مطہرات کی شرکت و شمولیت کی کوئی روایت نہیں مل سکی ہے۔ اور نہ غزوۂ بدر سے قبل کے غزوات میں، ان کی شرکت کا کوئی ثبوت یا قرینہ ہاتھ آیا ہے۔ بعض شاذ روایات میں ابتدائی غزوات کی تعداد چار سے زیادہ تھی۔ بہرحال پہلا غزوہ جس میں امہات المومنینؓ اور بعض دوسری

صحابیاتؓ کی شرکت کا ثبوت ملا ہے وہ غزوہ احد ہے اور وہ بھی اصل غزوہ میں نہیں بلکہ مسلمانوں کی شکست اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پھیلنے کی بحرانی حالت کی صورت میں۔

واقدی اور دوسرے سیرت نگاروں کے مطابق اس ہولناک خبر کے سننے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صحابیات کی ایک جماعت (نسوۃ) کے ساتھ خبر کی اصلیت کا پتا لگانے نکلیں اور وہ جب حرہ کے کنارے پر پہنچیں جو بنوحارثہ کی طرف سے وادی کے راستے پر تھا' تو ان کی ملاقات حضرت ہند بنت عمروؓ بن حرام سے ہوئی جو ایک اونٹ پر اپنے شوہر حضرت عمروؓ بن الجموح اور فرزند خلادؓ بن عمرو اور اپنے بھائی حضرت ابو جابرؓ عبداللہ بن عمرو بن حرام کی نعشیں لے جا رہی تھیں۔ ان سے رسول اللہؐ کی خیر و عافیت اور مسلمانوں کی شہادت کا علم ہوا۔ (واقدی، ص ۲۶۹)۔ کچھ آگے چل کر حضرت عائشہؓ اور ان کی ساتھی مجاہدات کی ملاقات حضرت السمیراءؓ بنت قیس بنو دینار سے ہوئی جن کے دو فرزندوں حضرات النعمانؓ بن عبد عمرو اور سلیمؓ بن حارث کی شہادت پر تعزیت کی اور رسول اللہؐ کی خیریت دریافت کی (ایضاً ۲۹۲)۔ اس طرح وہ رسول اکرمؐ تک پہنچیں اور جب رسول اکرمؐ نے شہداء احد کی تدفین کرنے کے بعد جناب الٰہی میں دعائے مغفرت و عافیت کی تو آپؐ کے ساتھ چودہ عورتیں موجود تھیں جنھوں نے مردوں کی صف کے پیچھے صف بنا کر دعا میں شرکت کی۔ ان خواتین اسلام میں رسول اکرمؐ کی جگر گوشہ بتول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں' جنھوں نے میدان احد پہنچ کر اپنے والد گرامی قدر کے زخمی چہرے اور شکستہ بدن سے لپٹ کر تسلی و تشفی دی اور رسول اللہؐ کے زخموں کا علاج و مداوا کیا۔ ان کے اپنے اپنے زخم تھے لیکن رسول اللہؐ کی خیر و عافیت دیکھ کر ہر مصیبت ہلکی اور قابل برداشت بن گئی تھی کہ اصل حیات محفوظ و مامون تھی۔

غزوۂ بنی المصطلق یا مریسیع پہلا غزوہ ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی باقاعدہ شرکت کا پتا چلتا ہے۔ واقعہ افک کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ صریح بیان ملتا ہے کہ "رسول اللہؐ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے' جس کے نام کا قرعہ نکلتا' اسے آپؐ اپنے ساتھ لے جاتے۔ جنگ بنو مصطلق کو جاتے وقت جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام نکلا اور وہ آپؐ کے ساتھ اس غزوہ میں روانہ ہوئیں اور پورے غزوہ میں شریک رہیں اور مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے دوران وہ واقعہ افک پیش آیا' جس کا ہدف حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ذات بابرکات تھی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات مبارکہ کے ذریعے اس الزام سے بری کر دیا اور ان کی عفت و عصمت اور پاکیزگی و طہارت کی وہ گواہی دی جس کو تمام مسلمان تاقیام قیامت اپنی اپنی زبانوں سے دہراتے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طہارت کی تصدیق و تقدیس کرتے رہیں گے۔

احادیث میں صرف حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شرکت غزوہ اور سفر نبویؐ میں معیت نبویؐ کی سعادت

حاصل کرنے کا ذکر ہے، لیکن اصحاب سیرت و سوانح نے خاص کر واقدی نے ایک دوسری زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ کی شرکت سفر کا ذکر کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مریسیع کے چشمہ پر پہنچے تو آپؐ کے لیے چمڑے کا خیمہ لگایا گیا اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کی ازواج طاہراتؓ میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ تھیں۔ واقعہ افک کے بیان واقدی میں اس کا اضافہ ہے کہ رسول اکرمؐ پسند فرماتے تھے کہ سفر یا حضر میں حضرت عائشہؓ آپ سے جدا نہ ہوں۔ لہٰذا مریسیع کے غزوہ کا ارادہ جب آپؐ نے فرمایا تو ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی اور اس میں میرا اور حضرت ام سلمہؓ کا تیر نکلا اور ہم دونوں آپ کے ساتھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو المصطلق کا مال اور جان بطور غنیمت عطا فرمایا اور پھر ہم واپس لوٹے۔ واپسی پر رسول اکرمؐ کی تیسری زوجہ مطہرہ حضرت جویریہؓ بنت الحارث خزاعی بھی ساتھ تھیں کہ رسول اکرمؐ نے غزوہ کے اختتام پر ان سے نکاح کر لیا تھا اور ان کو اپنی دونوں ازواج مطہرات کے ساتھ واپس مدینہ منورہ لائے تھے۔

شیخین کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کا ارادہ کیا اور آپؐ نے حسب معمول ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کی تو حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں امہات المومنین کے اسماء گرامی نکلے۔ وہ دونوں اس سفر مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم رکاب رہیں۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ جنگ خندق کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے کام سے فارغ ہونے کے بعد دبرسلع کے مقام پر قیام فرمایا اور اپنے لیے ایک چرمی خیمہ لگوایا جو جبل احزاب کے زیریں حصہ کے پاس واقع مسجد اعلیٰ سے متصل تھا۔ رسول اکرمؐ نے دیگر ازواج مطہرات کو تو بنو حارثہ کی گڑھی میں بھیج دیا تھا، مگر آپؐ کی تین ازواج طاہرات باری باری سے آپؐ کے ساتھ قیام فرما ہوتی تھیں۔ چند روز حضرت عائشہؓ رہتیں، پھر ان کی جگہ حضرت ام سلمہؓ لیتی تھیں اور پھر حضرت زینبؓ بنت جحش آ جاتی تھیں۔ پورے زمانہ خندق کے دوران اسی طرح باری باری ان تینوں ازواج مطہرات کے ساتھ آپؐ قیام فرما رہے۔

اسی زمانے کا ایک واقعہ واقدی نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ رسول اللہؐ کے ساتھ تھیں اور کسی وقت آپؐ کا ساتھ نہیں چھوڑتی تھیں۔ حالانکہ وہ شدید سردی کا زمانہ تھا لیکن رسول اللہؐ بنفس نفیس خندق کی حفاظت و نگرانی فرماتے تھے، اور اپنے قبہ میں جتنی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا، نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر خیمہ سے باہر گئے اور زور سے فرمایا کہ آپؐ کی آواز حضرت ام سلمہؓ کے کانوں تک خیمہ میں بھی پہنچی کہ یہ مشرکوں کا شہسوار دستہ خندق کا چکر لگا رہا ہے۔ پھر رسول اللہؐ نے حضرت عبادؓ بن بشر اور ان کے محافظ دستوں

کو مشرک دستے کی حرکات و سکنات سے باخبر کیا اور جب مطمئن ہو گئے تو خیمہ میں آکر سو گئے۔ حضرت ام سلمہؓ اس دوران جاگتی رہیں حتیٰ کہ فجر ہو گئی۔ (واقدی، ص ۴۶۳)۔ حضرت ام سلمہؓ نے اسی قیام کے دوران اپنا دوسرا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ میں آدھی رات رسول اکرمؐ کے قبہ میں موجود تھی اور آپؐ استراحت فرما رہے تھے کہ آواز ہنگام آئی۔ آپؐ نیند سے بیدار ہو کر خیمہ سے باہر گئے اور محافظوں سے اس شور کے بارے میں گفتگو کرنے لگے جس نے آپؐ کو جگا دیا تھا۔ حضرت عبادؓ کو آپؐ نے معلومات حاصل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ام سلمہؓ بھی قبہ کے دروازے پر آکر کھڑی ہو گئیں اور ان کی باتیں سننے لگیں۔ اس رات مشرکوں نے کئی بار مسلم فوج پر حملہ کیا مگر ہر بار مار کھائی۔ حضرت ام سلمہؓ اس رات کی بات بعد میں بیان کر کے فرمایا کرتی تھیں کہ میں آپؐ کے ساتھ کئی غزوات میں شریک ہوئی جن میں جنگ اور خوف کا راج رہا لیکن ہمارے نزدیک خندق سے زیادہ اور کوئی موقع زیادہ تھکا دینے اور خوفزدہ کرنے والا نہیں تھا۔ حضرت ام سلمہؓ نے اس ضمن میں جن غزوات میں شرکت کی تصریح کی ہے ان میں مریسیع، خیبر، حدیبیہ، فتح مکہ اور حنین کے غزوات کے نام شامل ہیں۔ (ایضاً، ص ۴۶۶-۶۷)

واقدی نے حضرت ام سلمہؓ کا تیسرا واقعہ اسی غزوہ کا یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ام عامرؓ بنو عبدالاشہل کی خاتون نے حیس نامی کھانا ایک بڑے پیالے میں رسول اللہؐ کے پاس بھیجا، جب آپؐ اپنے قبہ میں حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ قیام پذیر تھے، حضرت ام سلمہؓ نے پیٹ بھر کر کھایا پھر رسول اللہؐ اس پیالے کو قبہ سے باہر لے گئے اور آپؐ کے منادی کی آواز پر تمام موجود اہل خندق نے لبیک کہا اور اس دعوت نبویؐ سے پیٹ بھر مستفید ہوئے جبکہ معجزاتی طور سے پیالے کا کھانا پورا کا پورا موجود و باقی رہا۔ (ایضاً، ص ۴۷۶)

غزوۂ خندق کے دوران قیام حضرت عائشہؓ نے اپنا ایک واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ خندق کے ایک شگاف کی طرف برابر جاتے اور اس کی حفاظت فرماتے تھے۔ جب آپؐ کو ٹھنڈک تکلیف پہنچانے لگتی تو واپس آجاتے اور حرارت پاکر آپؐ پھر اسی شگاف کی طرف چلے جاتے اور اس کی نگرانی کرتے اور فرماتے کہ "مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں پر اس زاویہ سے حملہ ہو جائے"۔ (انھی دنوں) ایک سخت سرد رات آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف فرما تھے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "کاش آج کوئی مرد صالح حفاظت و نگہداشت کرتا"۔ فرماتی ہیں کہ جیسے ہی میں نے آپؐ کی بات سنی ویسے ہی لوہے کے بجنے اور ہتھیاروں کے کھڑکنے کی آواز آئی۔ آپؐ کے استفسار پر معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ زہری در دولت پر حاضر ہیں۔ آپؐ نے ان کو اس شگاف کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور آرام سے سو گئے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ میں اس رات کو ہمیشہ عزیز رکھتی ہوں۔ (واقدی، ص ۴۶۳)۔ بظاہر یہ واقعہ حضرت ام سلمہؓ کے قیام سے قبل کا معلوم ہوتا ہے اور خندق سے اپنی غیر حاضری کے دوران حضرت عائشہؓ نے بنو حارثہ کی گڑھی میں قیام کیا تھا

اور وہاں ایک بار حضرت سعدؓ بن معاذ کو ایک چھوٹی زرہ میں ملبوس دیکھ کر میدان جنگ کی طرف رواں دواں پایا تو ان کی والدہ ماجدہ سے کہا "کاش ان کی زرہ ان کے پورے جسم کو ڈھانک لیتی"۔ مگر قضائے الٰہی کہ اسی کے سبب وہ زخمی ہو گئے اور پھر شہادت پائی۔ (ایضاً، ص ۴۹۹)۔ حضرت زینبؓ بنت جحش کے قیام خندق کے مذکورہ بالا حوالہ کے سوا اور کوئی تفصیل دستیاب نہ ہو سکی۔

دوسرے غزوات نبویؐ میں حضرت ام سلمہؓ کی شرکت سعادت کا جو حوالہ اوپر گزرا ہے، اس کے مطابق زوجہ محترمہ عمرہ حدیبیہ کے سفر مبارک میں رسول اکرمؐ کے ساتھ تھیں۔ واقدی نے اس کی توثیق کرتے ہوئے اضافہ کیا ہے کہ اس سفر سعادت میں رسول اکرمؐ کے ساتھ چار خواتین مدینہ منورہ شریک تھیں۔ یہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے علاوہ حضرت ام عمارہؓ حضرت ام منیعؓ اور حضرت ام عامرؓ (بنو عبد الاشہل) تھیں (ایضاً، ص ۵۷۴)۔ ان صحابیات عالیات نے عمرۂ حدیبیہ اور صلح حدیبیہ کے کئی واقعات بیان کیے ہیں۔

ان میں سے ایک حضرت ام سلمہؓ یہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرمؐ جب حدیبیہ میں قیام پذیر ہو گئے تو آپؐ کی خدمت اقدس میں عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان آپؐ کے دو خزاعی حلیفوں نے آپؐ کے لیے بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کا ہدیہ بھیجا۔ آپؐ نے ان کو دعائے برکت دی اور اونٹوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت اصحاب رسول اللہؐ کے درمیان تقسیم کیا گیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے بھی ایک بکری کے گوشت سے تناول فرمایا۔

اسی عمرۂ حدیبیہ کے سفر مبارک کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے لکھے جانے کے بعد جب قریشی وفد کے اراکین چلے گئے، تو رسول اکرمؐ نے صحابہ کرام کو قربانی کرنے کا حکم دیا لیکن مارے صدمہ اور غم کے کسی نے بھی حکم نبویؐ پر اقدام نہیں کیا۔ رسول اکرمؐ سخت ناراضی کی حالت میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئے جو آپؐ کی شریک سفر تھیں اور لیٹ گئے۔ حضرت ام سلمہؓ کے بار بار استفسار پر بھی آپؐ نے جواب نہ دیا اور آخر کار سارا ماجرا سنایا تو حضرت ام سلمہؓ نے آپؐ کو مشورہ دیا کہ آپؐ بنفس نفیس اپنی ہدی کی قربانی کریں، لوگ آپؐ کی اقتدا کریں گے۔ اور بالاخر ان کا کہا سچ ہوا کہ مسلمان آپؐ کو قربانی کرتے دیکھ کر اتنی تیزی سے اپنی ہدی کی طرف جھپٹے کہ ازدحام کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ دوسری صحابیات نے بھی بعض واقعات و سنن بیان کیے ہیں جب کہ حضرت ام سلمہؓ کا دوسرا بیان یہ ہے کہ انھوں نے اپنے بال کے کنارے اپنے ہاتھ سے کاٹ کر قصر کا فریضہ ادا کیا۔ (واقدی، ص ۶۱۳، بخاری)

آیت تیمم کے ضمن میں محدثین کرام کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ ایک سفر میں تشریف لے گئے اور اس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ جب رسول اکرمؐ، صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیداء یا ذات الجیش نامی مقام پر پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہار ٹوٹ کر بکھر گیا۔ اس کی تلاش میں آپؐ نے پڑاؤ کر دیا۔ اس مقام کے ارد گرد پانی دستیاب نہ تھا اور لوگ بھی تہی دست تھے۔ صحابہ کرامؓ نے اس کی شکایت حضرت

ابوبکرؓ سے کی اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس زجر و توبیخ کرنے پہنچے تو دیکھا کہ رسول اللہؐ ان کے زانوئے مبارک کو تکیہ بنائے سو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو ڈانٹا اور تھوڑا مارا بھی لیکن حضرت عائشہؓ نے حرکت نہ کی کہ مبادا آپؐ کی آنکھ کھل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کے محبت آگیں سلوک اور خدمت نبویؐ کے اکرام میں تیمم کا حکم نازل فرمایا اور حضرت اسیدؓ بن حضیر نے برملا اس کا یوں اعتراف کیا کہ "اے آل ابوبکر! یہ تمھاری پہلی برکت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں جزائے خیر دے۔ تمھارے باب میں جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی' اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کے لیے باعث برکت بنا کر مسلمانوں کے لیے بچنے کی راہ نکال دی"۔ حسن اتفاق کہ جب کوچ ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کا گمشدہ ہار اسی اونٹ کے نیچے مل گیا جس پر وہ سفر فرما تھیں۔ (الجامع الصحیح' باب مناقب ابی بکر اور سورۃ النساء)

سیرت نگاروں کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد ۷ھ میں غزوہ خیبر پہلا غزوہ تھا جس میں کافی تعداد میں صحابیات بطور مجاہدات شریک ہوئیں۔ بقول واقدی ان میں بیس خواتین شامل تھیں اور رسول اکرمؐ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ ان میں سے ایک تھیں (ایضاً ۶۸۵)۔ اس غزوہ کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے غزوہ میں روانگی کا ارادہ کر لیا تو حضرت ام سنانؓ اسلمیہ نے آپؐ کے ساتھ شرکت کی اجازت مانگی اور آپؐ نے ان کو اجازت دیتے ہوئے حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ رہنے کی تاکید کی اور وہ ان ہی کے ساتھ رہیں اور ان ہی کے ساتھ مدینہ منورہ واپس بھی آئیں۔ (ایضاً ص ۶۸۷)

اسی سفر سعادت میں رسول اکرمؐ کے ساتھ ان کی نئی اہلیہ حضرت صفیہؓ بنت حی بھی خیبر سے مدینہ تشریف لائیں کہ ان کا نکاح غزوہ خیبر کے خاتمہ پر آپؐ کے ساتھ ہو گیا تھا۔

اہل سیرو حدیث کا بیان ہے کہ رسول اکرمؐ نے غزوۂ خیبر میں بھی اور عمرۂ قضا کے "غزوہ" میں بھی ان تمام صحابہ کرام اور صحابیات عالیات کو لازمی طور سے شامل فرمایا' سوائے ان شہدائے کرام کے جنھوں نے غزوۂ خیبر میں سرفرازی پائی تھی۔ ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہؓ بھی اس میں شریک تھیں کہ وہ عمرۂ حدیبیہ کے سفر کی ایک محترم شریک تھیں۔ حالانکہ واقدی کے ایک گزشتہ حوالہ میں عمرۃ القضیہ کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ اور دوسری روایات حدیث و تاریخ میں بھی کسی ام المومنین کی شرکت کا حوالہ نہیں ملتا۔ البتہ ایک اہم واقعہ کا ذکر صریح ضرور ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی سفر مبارک کے خاتمہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدود حرم میں احرام کھولنے کے بعد اپنی آخری زوجہ ماجدہ حضرت میمونہؓ بنت حارث ہلالی سے نکاح کیا تھا اور مکہ مکرمہ کے کنارے مقام سرف پر ان کے ساتھ رات گزاری اور پھر ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آئے تھے۔

فتح مکہ کے عظیم الشان غزوہ اور اہم ترین سفر میں رسول اکرمؐ کی ازواج مطہرات میں سے کسی کی

شرکت و ہم رکابی کا صریح ذکر کم ملتا ہے' لیکن کئی حوالے بتاتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ اس سفر نبویؐ میں بھی مصاحبت نبویؐ سے سرفراز ہوئی تھیں اور انھوں نے ہی نیق العقاب کے مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرات ابوسفیانؓ بن حارث ہاشمی اور عبداللہؓ بن ابی امیہ مخزومی کی سفارش کی تھی اور ان کی توبہ قبول کر کے ان کو داخل اسلام کیا تھا۔ (واقدی' ص ۸۱۰)۔ ظاہر ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ غزوۂ فتح مکہ کے علاوہ غزوات حنین و اوطاس و طائف میں بھی شریک تھیں۔ ان غزوات کے خاتمہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ کے مقام پر قیام فرما کر اموال غنیمت تقسیم کیے۔ حضرت ام سلمہؓ آپؐ کی معیت میں تھیں۔

فتح مکہ کے ضمن میں واقدی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ دوسری زوجہ مطہرہ حضرت میمونہؓ بھی تھیں۔ اس کے مطابق حضرت ابو رافعؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حجون نامی مقام پر چرمی خیمہ لگایا' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں قیام فرمایا اور آپؐ کے ساتھ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ بھی تھیں (واقدی' ص ۸۲۸)۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت میمونہؓ بھی ان چاروں غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکاب تھیں۔ فتح مکہ کے غزوہ کے دوران حضرت ام سلمہؓ کی موجودگی اور کارکردگی کا ایک حوالہ واقدی نے مزید یہ دیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار گیسوؤں (ضفائر) کو ذوالحلیفہ کے مقام پر گوندھا تھا اور آپؐ نے ان کو فتح مکہ اور قیام مکہ تک نہیں کھولا اور جب حنین کی طرف کوچ کا ارادہ فرمایا تو ان کو کھولا اور حضرت ام سلمہؓ نے ان کو بیری کے پانی سے دھویا (ایضاً' ص ۸۶۸)۔

واقدی نے غزوۂ طائف کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب الایکہ میں قیام پذیر ہوئے تو آپؐ کی ازواج مطہراتؓ میں سے دو حضرت ام سلمہؓ اور حضرت زینبؓ ساتھ تھیں اور آپؐ نے ان دونوں کے لیے دو خیمے لگوائے اور پورے محاصرۂ طائف کے دوران ان دونوں خیموں کے درمیان نمازیں ادا کرتے رہے اور یہ پورا عرصہ اٹھارہ یا انیس دنوں پر محیط تھا۔ (ایضاً' ص ۹۲۶)

رسول اکرمؐ کے آخری عظیم غزوۂ تبوک میں شرکت و صحبت کی سعادت حضرت ام سلمہؓ کے نصیب میں آئی تھی۔ حضرت عرباضؓ بن ساریہ کا بیان ہے کہ سفر و حضر میں' رسول اکرمؐ کے دروازے کی دربانی کرتا تھا۔ ہم تبوک میں قیام پذیر تھے کہ ایک رات رسول اکرمؐ کے ساتھ ہم ضرورت سے گئے پھر منزل نبویؐ کی طرف واپس آئے۔ آپؐ اور آپؐ کے کچھ مہمان رات کا کھانا کھا چکے تو آپؐ خیمے میں داخل ہونے والے تھے اور آپؐ کے ساتھ' آپؐ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ تھیں کہ ہم تین آدمی ـــــ عرباضؓ بن ساریہ' جعالؓ بن سراقہ اور عبداللہؓ بن مغفل مزنی ـــــ بھوکے پہنچے اور آپؐ نے بڑی کدوکاوش کر کے ہمارے لیے

کھجوریں فراہم کیں اور معجزۂ نبویؐ کے سبب ان میں اتنی برکت ہوئی کہ ہم سیر ہو گئے مگر وہ باقی بچ رہیں(واقدی، ص ۱۰۳۶)۔ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں خاص کر نماز تہجد اور خطبہ وغیرہ کا بھی دلاویز بیان پیش کیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری سفر مبارک کا عام و معروف نام حجتہ الوداع ہے۔ اس سفر خیر و برکت میں آپؐ کی تمام ازواج مطہرات جن کی تعداد اس وقت نو ہو چکی تھی، آپؐ کی معیت و صحبت میں تھیں۔ اہل سیر و حدیث کے صریح بیانات کے علاوہ کہ رسول اکرمؐ کی تمام ازواج عالیات اس سفر سعادت میں آپؐ کے ساتھ تھیں۔ متعدد حوالوں اور اشاروں سے بھی ان کی شرکت و موجودگی ثابت ہوتی ہے اور کئی دلچسپ واقعات اور اہم سنن کا علم بھی ہوتا ہے۔ جو صرف ازواج مطہرات کے سبب ہم تک پہنچا ہے۔

روایات کے مطابق حجتہ الوداع میں تمام ازواج مطہرات کو خود رسول اکرمؐ نے ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت زینبؓ بنت جحش، حضرت جویریہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت صفیہؓ اور حضرت میمونہؓ نے رسول اکرمؐ کے ساتھ حج اسلام ادا کیا۔ ابن سعد نے بطور خاص اس باب میں زیادہ تفصیلات فراہم کی ہیں (جلد ہشتم)۔ ان کے استاد و مربی واقدی کے مطابق آپؐ کی تمام ازواج نے آپؐ کے ساتھ ہوادج میں سفر کر کے حج کیا اور جب تمام ازواج مطہرات اور اصحاب کرامؓ جمع ہو گئے تو آپؐ مسجد ذوالحلیفہ میں داخل ہوئے، ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر ہدی کے جانوروں کے گلے میں قلادے ڈالے اور اشعار کیا اور سوار ہو کر بیداء پہنچے تو احرام باندھا۔ حضرت ام سلمہؓ کی سند پر ذوالحلیفہ پہنچے، وہاں رات گزارنے، ہدی کا اشعار و قلادہ ڈالنے اور احرام باندھنے کا ذکر دوسری روایت میں ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے احرام نبویؐ میں خوشبو لگائی اور خود بھی احرام باندھا اور معطر کیا۔ قاحہ نامی مقام پر جب پہنچے تو رسول اللہؐ نے حضرت عائشہؓ کے چہرے کی زردی (صفرہ) دیکھ کر فرمایا: اے شقیراء! تمھارا رنگ کتنا حسین ہے۔ آپؐ مکہ و مدینہ کے درمیان صرف دو رکعتیں نماز پڑھتے رہے اور بحالت امن پڑھتے رہے اور مکہ پہنچ کر بھی دو ہی رکعات ادا کرتے رہے اور سلام پھیر کر اہل مکہ کو نماز پوری کرنے کا حکم فرماتے کہ آپؐ مسافر تھے۔ حضرت عائشہؓ کو مقام سرف پہنچ کر ماہانہ تکلیف شروع ہو گئی جس کے سبب انھوں نے عمرہ ادا نہیں کیا اور اسے بعد میں تنعیم سے جا کر ادا کیا۔ پھر حضرت حفصہؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ آپؐ نے لوگوں کو احرام کھولنے کا حکم دیا ہے لیکن خود اپنے عمرہ کا احرام نہیں کھولا۔ آپؐ نے فرمایا: "میں نے اپنے سر کو گوندھ لیا ہے۔ (لبدت) اور اپنی ہدی کو قلادہ ڈال دیا ہے اور اس کو قربان کیے بغیر احرام نہ کھولوں گا۔ امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ محدثین کرام کے ہاں احرام کھولنے کے سلسلے میں حضرت حفصہؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا بھی ذکر

آتا ہے جنھوں نے احرام کھولنے کا سبب پوچھا تھا۔

اس کے برخلاف حضرت عائشہؓ کی روایت و مشاہدہ یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے حج افراد کیا جو اہل مدینہ کا مسلک ہے کہ صحیح ترین ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ سنیچر کا دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طل نامی مقام پر گزارا، پھر روانہ ہو کر شرف ایبالہ شام کو پہنچے جہاں مغرب و عشا پڑھی پھر سیالہ اور روحاء نامی مقامات کے درمیان واقع عرق الظبیہ نامی جگہ پر راستے کے داہنے جانب والی مسجد میں نماز صبح ادا کی۔ پھر آپؐ کو ایک نہدی شخص نے ایک حمار عقیر ہدیہ کیا، جس کو حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کے حکم سے صحابہ کرامؓ میں تقسیم کر دیا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ خشکی کا شکار تمھارے لیے اس صورت میں حلال ہے جب دوسرے شکار کریں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منصرف پہنچے، جہاں عصر، مغرب و عشا کی نمازیں پڑھیں اور رات کا کھانا کھایا۔ صبح کی نماز اثایہ میں پڑھی اور منگل کا دن عرج میں گزارا۔

حضرت عائشہؓ سے رسول اکرمؐ کی اپنی امت سے محبت و شیفتگی کا ایک عجیب واقعہ منقول ہے۔ فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس آپؐ بہت غمزدہ تشریف لائے۔ میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں نے آج ایسا کام کیا ہے، کاش وہ نہ کیا ہوتا۔ میں بیت اللہ میں داخل ہوا مگر عین ممکن ہے کہ میری امت کا کوئی شخص اس میں داخل ہونے کی مقدرت نہ رکھے تو اپنے دل میں صدمہ اور تکلیف محسوس کرے۔ ہم کو طواف کا حکم دیا گیا ہے، داخلے کا حکم نہیں دیا گیا۔ پھر آپؐ نے کعبہ پر غلاف چڑھایا۔ حضرت امام بخاری کے مطابق حضرت ام سلمہؓ کو رسول اکرمؐ نے ان کی بیماری کے سبب سواری پر لوگوں کے عقب میں بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی۔ حضرت عائشہؓ ہی کی ایک اور روایت ہے کہ جمعہ یوم ترویہ تھا اور آپؐ نے لوگوں کو منیٰ پہنچ کر نماز پڑھنے کا حکم دیا اور خود بھی زوال کے بعد منیٰ پہنچے اور ظہر و عصر، مغرب و عشا اور صبح کی نمازیں وہاں پڑھیں اور دارالامارہ نامی مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے لیے سایہ دار جھونپڑا (کنیف) بنانے کی اجازت چاہی لیکن آپؐ نے منع کر دیا۔ محدثین کے مطابق حضرت عائشہؓ ابھی تک اپنی نسوانی تکلیف سے پاک نہیں ہوئی تھیں۔ اس لیے آپؐ نے ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا اور پھر حج کا احرام بندھوایا کہ وہ عرفہ کی رات تھی۔

ایک دوسری روایت کے مطابق منیٰ سے طلوع آفتاب کے بعد آپؐ نے عرفہ کے لیے رخت سفر باندھا اور وہاں پہنچ کر نمرہ پر قیام کیا جس کے لیے ایک بالوں کا خیمہ لگایا گیا اور کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے ایک چٹان کی اوٹ میں قیلولہ کیا اور آپؐ کی اہلیہ محترمہ حضرت میمونہؓ اسی کے سایے میں لیٹی رہیں جبکہ دوسری ازواج طاہرات ارد گرد لگے ہوئے قبول یا خیمہ میں محو استراحت تھیں۔

واقدی اور محدثین کرام کا اتفاق ہے کہ حضرت سودہؓ بنت زمعہ نے مزدلفہ سے منیٰ جانے اور رمی جمار

کرنے کی اجازت لوگوں کے ازدحام ہونے سے پہلے مانگ لی کیونکہ وہ اپنے بھاری بدن کی وجہ سے تیز نہیں چل پاتی تھیں۔ آپؐ نے ان کو اس کی اجازت خاص عطا فرمائی اور دوسری ازواج کو روکے رکھا تا آنکہ صبح سویرے اپنے ساتھ ان کو جانے دیا۔ دوسرے دن بھیڑ دیکھ کر حضرت عائشہؓ کو افسوس ہوا کہ خود انھوں نے اس اجازت نبویؐ سے کیوں فائدہ نہ اٹھایا تاکہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے بچی رہتیں۔ حضرت عمرانؓ بن ابی انس کی ماں کی روایت ہے کہ ام المومنین سودہؓ کے ساتھ انھوں نے رسول اکرمؐ کے حج کے دوران فجر سے قبل ہی رمی جمار کر لیا تھا جبکہ حضرت ابن عباسؓ کے مطابق رسول اکرمؐ نے ان کو ازواج مطہرات کے ساتھ بھیجا تھا اور انھوں نے فجر کے ساتھ ہی رمی جمار کیا تھا۔

حضرت عائشہؓ نے ایک دلچسپ و دلاویز روایت یہ بیان کی ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کچھ نے حلق کیا اور کچھ نے قصر لیکن رسول اکرمؐ نے حلق فرمایا اور خود لوگوں میں اپنے موئے مبارک تقسیم فرمائے جو بہت سے لوگوں کے نصیب میں آئے۔ پھر آپؐ نے بقیہ دفن کرا دیے اور سب کے لیے دعا کی، حلق کرنے والوں کے لیے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لیے چوتھی بار میں صرف ایک مرتبہ۔ ایک روایت کے مطابق رسول اکرمؐ نے یوم نحر (قربانی کے دن) واپسی (افاضہ) فرمایا اور ایک ضعیف روایت کے مطابق یوم نحر کی رات ہی کو اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ واپسی کی جبکہ صحابہ کرامؓ دن کو واپس ہوئے۔ روایت یہ بھی ہے کہ آپؐ کی ازواج مطہرات رات ہونے کے ساتھ ہی رمی کرتی تھیں۔ احرام اتارنے کے بعد حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے خوشبو لگائی۔ آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے ذبح کی اور کچھ گوشت ان کے پاس بھیجا۔ منیٰ ہی سے حضرت عائشہؓ نے آکر طواف کعبہ کیا۔

حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت کے مطابق منیٰ سے واپسی کے دن (یوم الصدر) ظہرین ابطح میں پڑھیں اور حضرت ابو رافعؓ کے بقول انھوں نے رسول اکرمؐ کے حکم سے تلاش منزل کی، ابطح میں آپؐ کا خیمہ لگایا جس میں آکر آپ فروکش ہوئے لیکن حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ آپؐ نے وادی محصب میں قیام فرمایا جو روانگی کے لیے زیادہ موزوں تھا۔ راویوں کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی میں حضرت عائشہؓ کو قضا عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا جو انھوں نے تنعیم سے جا کر کیا۔ مدینہ کی طرف واپسی میں بطحاء مبارکہ میں قیام کے وقت اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: "یہ حج ہوا، پھر گھروں میں قیام کا زمانہ آئے گا"۔ آپؐ کے اس ارشاد کے سبب حضرت زینبؓ بنت جحش اور حضرت سودہؓ بنت زمعہ حج نہیں کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اکرمؐ کے بعد کوئی سواری ہم کو حرکت نہیں دے سکتی لیکن بقیہ ازواج برابر حج کرتی رہیں۔

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد رسول اکرمؐ نے اپنی وفات (۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ / ۸ جون ۶۳۲ء) تک

مزید کوئی سفر نہیں کیا لیکن روایات میں خاص کر احادیث میں آپؐ کے متعدد اسفار کا بلاتصریح بیان آتا ہے جو آپؐ نے ہجرت اور حجۃ الوداع کے درمیانی عرصہ میں کیے تھے۔ ان اسفار کی منازل کا تو پتہ چلتا ہے لیکن ان کی زمانی تحدید و تصریح صرف قرائن و قیاس پر کی جا سکتی ہے۔ بعض حضرات نے روایات کا بھی سہارا لیا ہے۔ ان غیر متعین اسفار نبویؐ میں بھی عام اصول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کی ازواج مطہرات ساتھ ہوتی تھیں اور بعض میں ان کی واضح تصریح بھی ملتی ہے۔

تجزیاتی خلاصہ

غزوات و اسفار نبویؐ اور ان میں ازواج مطہرات کی شرکت باسعادت کے مفصل اور گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ بالعموم اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی نہ کسی کو ضرور اپنے ساتھ رفیق سفر بنا کر لے جاتے تھے اور انتخاب قرعہ اندازی کے منصفانہ طریقے سے فرماتے تھے۔ مکی زندگی میں بیشتر حصہ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ گزرا مگر ان کے شریک سفر ہونے کا اب تک کوئی ثبوت دستیاب نہیں ہوا۔ اس کے آخری حصہ میں اگرچہ دوسری اہلیہ محترمہ حضرت سودہؓ خانہ نبویؐ کی زینت بن چکی تھیں۔ تاہم ان کے سفر میں رفیق بننے کا بھی کوئی حوالہ نہیں مل سکا۔ مدنی زندگی میں ۶ھ/۶۲۶ء یا ۵ھ/۶۲۷ء باختلاف محدثین کرام و مورخین عظام غزوۂ مریسیع تک کسی بھی اہلیہ محترمہ کے رفاقت سفر کا ذکر نہیں آتا حالانکہ اس وقت تک حضرت سودہؓ کے علاوہ چار مزید ازواج طاہرات حضرت حفصہؓ (۳ھ)، حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ہلالی (۴ھ)، حضرت ام سلمہؓ (۴ھ) اور حضرت زینبؓ بن جحش اسدی (۴ھ یا ۵ھ) آپؐ کے حبالہ نکاح میں آ چکی تھیں۔ مدنی دور کے بقیہ پانچ سالہ زمانے میں چار ازواج مطہرات حضرت جویریہؓ بنت حارث خزاعی (۴ھ/۵ھ بعد غزوۂ مریسیع) حضرت ام حبیبہؓ اموی (۷ھ) حضرت صفیہؓ بنت حی نضری (۷ھ) اور حضرت میمونہؓ بنت حارث ہلالی (۷ھ/۸ھ) آپؐ کے عقد مبارک میں آئیں۔ آخری پانچ سالہ دور کے تمام بڑے غزوات اور اہم اسفار میں ان میں سے کسی نہ کسی کی شرکت کا پتا چلتا ہے لیکن کئی غزوات اور متعدد اسفار میں ان کی رفاقت نبویؐ کا واضح ثبوت نہیں ملتا۔

اس ضمن میں ایک اہم نکتہ یہ نظر آتا ہے کہ متعدد غزوات و اسفار میں رسول اکرمؐ کی دو تین ازواج مطہرات رفیق سفر تھیں جیسے غزوہ مریسیع میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ ساتھ گئی تھیں، جبکہ غزوۂ خندق کے دوران تین ازواج مطہرات میں مذکورہ بالا ازواج کے علاوہ حضرت زینبؓ بنت جحش تیسری رفیق غزوہ تھیں۔ غزوۂ فتح مکہ، حنین، طائف و اوطاس میں کم از کم، تین ازواج طاہرات کی شرکت کا ذکر ملتا ہے اور حسن اتفاق سے ان میں حضرت ام سلمہؓ اور حضرت زینبؓ کے ساتھ حضرت میمونہؓ شامل و شریک تھیں۔ اگرچہ حضرت عائشہؓ کا اپنا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہمیشہ ساتھ رکھنا پسند فرماتے

تھے اور سفر و حضر دونوں میں جدائی پسند نہیں کرتے تھے۔ تاہم غزوئہ مریسیع میں حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ اور ایک دوسرے سفر نامعلوم میں حضرت حفصہؓ کے ساتھ ان کی رفاقت و معیت کا ذکر مل سکا ہے اور بقیہ کسی غزوہ یا سفر میں ان کا ذکر خیر نہیں آتا۔ اس باب خاص میں دراصل حضرت عائشہؓ کا بیان حضرت ام سلمہؓ پر صادق آتا ہے جو تمام ازواج مطہرات میں اس لحاظ سے ممتاز نظر آتی ہیں کہ انھوں نے سب سے زیادہ غزوات میں رفاقت نبویؐ کا حق ادا کیا تھا۔ ان میں مریسیع کے علاوہ غزوات صلح حدیبیہ، خیبر، عمرۃ القضا، فتح مکہ، حنین، اوطاس، طائف اور تبوک شامل تھے۔ پھر وہ تمام دوسری ازواج عالیات کے ساتھ حجتہ الوداع کے سفر سعادت میں بھی برابر کی شریک و سہیم تھیں۔ حضرت سودہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ کی شرکت کا ذکر بس اس آخری سفر نبویؐ کے ضمن میں ملتا ہے۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ہلالی کے کسی سفر میں شرکت کا ذکر نہیں ملتا۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ وہ صحبت نبویؐ سے محض دو تین ماہ ہی مستفید ہو سکیں۔

تین غزوات و اسفار سے واپسی پر نئی ازواج مطہرات رفاقت نبویؐ سے بہرہ ور ہوئیں جیسے غزوئہ مریسیع کی واپسی پر حضرت جویریہؓ شریک سفر تھیں تو غزوۂ خیبر کے بعد حضرت صفیہؓ عمرۃ القضاء کے خاتمہ پر حضرت میمونہؓ نئی شریک و رفیق سفر تھیں۔

مکی دور کی حالت طیبہ میں ازواج مطہرات بالخصوص حضرت خدیجہؓ کی عدم شرکت کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہی نہیں کیے اور کیے بھی تو بعثت سے قبل تجارتی سفر جن میں زوجہ عالیہ کی شرکت و معیت ضروری نہ تھی۔ یہی بات حضرت سودہؓ کے بارے میں کہی جاسکتی ہے کہ آپؐ نے اس زمانے میں سفر ہی نہیں کیے۔ ابتدائی دور مدنی کے غزوات و اسفار میں ازواج مطہرات کی عدم شرکت کے دو امکانات ہیں: اول یہ کہ خطرات کی شدت کے سبب آپؐ نے ان کو لے جانا مناسب نہ سمجھا ہو اور دوسرے دور میں غزوۂ خندق کے بعد خطرات کی شدت کے کم ہو جانے کی بنا پر ان کو شریک سفر کیا ہو۔ دوسرے یہ کہ ازواج مطہرات کی شرکت تو رہی مگر مورخین و راویان کرام ان کا ذکر نہ کر سکے ہوں۔

جہاں تک اسفار و غزوات نبویؐ میں ازواج مطہرات کی شرکت کے نتائج و فوائد کا تعلق ہے تو اول بات یہ ہے کہ رفیق زندگی کا رفیق سفر ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ خاص کر طویل مدت کے اسفار میں۔ دوسرے یہ کہ ان کی شرکت سے متعدد سنتوں، احکام شرعی اور لطائف زندگی کا علم ہوتا ہے جن سے زندگی زیست کے لائق، معتبر اور سعادت دارین کی حامل بنتی ہے اور یہی سب سے عظیم فائدہ ہے۔ (ماخوذ "تحقیقات اسلامی" علی گڑھ، نومبر ۹۵)